سید محمد جعفری ، سید ضمیر جعفری اور دلاور فگار کی ظریفانہ شاعری کے اسالیب کا تقابل

A comparison of the elegant poetic styles of Syed Muhammad Jafri, Syed Zameer Jafri, and Dilawar Fagar

ڈاکٹر عبدالواحد [i]

Abstract:

Syed Muhammad Jafari, Syed Zameer Jafari and Dilawar Figar have played a pivotal role to elevate the respect and honour of Urdu humorous poetry. These poets are the shiny Stars of Urdu Poetry. They have employed various forms of humour in their poetry. Comedy of Action, Comedy of manners, Comedy of Characters and Parody have been employed to create fun and humour. All the three poets advance with imagery, humour, satire and fluency. Their minute and exact observation appear to be captivating. Syed M. Jafari ridicules many human follies in a humorous way. So, he is called, "Akbar, the second!" S.M Jafari, S. Zamir Jafari, Mirza Mehmood Sarhadi, Nazeer Ahmad Sheikh and Dilawar Figar are the luminous stars in the sky of Urdu humorous poetry. They have made Urdu Poetry prolific in humour and satire. These poets have attributed freshness, vigour and sprightliness to Urdu humorous Poetry.

Keywords: *Sayyed Muhammad Jafari, Sayyed Zamir Jafari, Dilawar Figar, Poetry, Urdu, Satire, Humourus, Comedy, Comparison.*

سید محمد جعفری ، سید ضمیر جعفری اور دلاور فگار نے اردو مزاحیہ شاعری کو بلند مقام دلانے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے ۔ یہ تینوں شاعر اردو مزاحیہ شاعری کے روشن ستارے ہیں ۔ انھوں نے اپنی شاعری میں طنز و مزاح کی مختلف جہتیں ایجاد کی ہیں ۔ مزاح پیدا کرنے کے لیے انھوں نے کامیڈی آف ایکشن ، کامیڈی آف مینرز ، کامیڈی آف کریکٹرز اور پیروڈی کا استعمال کیا ہے ۔ تینوں شاعر طنز و مزاح میں روانی کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں ۔ ان کا مشاہدہ دلکش لگتا ہے ۔ انھوں نے اردو شاعری کو طنز و مزاح سے بھرپور بنایا ہے ۔ ان شاعروں نے اردو کی مزاحیہ شاعری میں تازگی ، ولولہ اور چمک دمک کو قرار دیا ہے ۔ اس مقالے میں ان کا اسالیب کا جائزہ پیش کیا گیا ہے ۔

کلیدی الفاظ: سید محمد جعفری ، سید ضمیر جعفری ، دلاوی فگار ، اردو شاعری ، طنز و مزاح ، پیروڈی ، تقابل ۔

اُردو کی ظریفانہ شاعری میں جعفر زٹلی، غالبؔ اور نظیر اکبر آبادی کے ہاں ظرافت و شوخی نظر آتی ہے۔ میرؔ و سوداؔ نے ہجویات لکھیں تو آتش و ناسخ نے پھبتیاں۔ ذوقؔ، غالبؔ، جراتؔ، انشاؔء اور مصحفیؔ بھی ایک دوسرے پر طنز کرتے رہے۔ طنز و مزاح کی یہ روایت اُردو شاعری میں شروع سے موجود ہے۔ اکبرؔ اُردو کی ظریفانہ شاعری کے امام ہیں۔ ظریفانہ شاعری کی روایت اور آبرو بڑھانے میں اُنھوں نے اپنا خونِ جگر صرف کیا۔ اِن کے اندازِ سخن کی پیروی کئی شعراء نے کی ہے جن میں سید محمد جعفریؔ، سید ضمیرؔ جعفری، نذیر احمد شیخؔ، مرزا محمود سرحدی اور دلاور فگارؔ بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ اکبرؔ کا فکر و فن ہمیں سید محمد جعفریؔ کے ہاں نظر آتا ہے۔ اِن کے طنز و ظرافت میں موضوع، اسلوب اور فن اکبرؔ سے مماثلت رکھتا ہے۔

سید محمد جعفری نے کئی نظموں میں صورتِ واقعہ سے مزاح پیدا کیا ہے۔ اِن کی نظم ”وزیروں کی

---

[i] اسسٹنٹ پروفیسر (اردو)، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج خان پور، ضلع رحیم یار خان۔

نماز" اِس واقعاتی مزاح کی نادر مثال ہے۔ خواجہ ناظم الدین وزیراعظم تھے۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر اِن کے محافظوں کی جیب کسی نے کاٹ لی۔ سید محمد جعفری نے وزراء اور لوگوں کا عید نماز کے دوران کا احوال بیان کیا ہے:

ذکر خطبے میں وزیروں کا جو پایا ہم نے　　آسمانوں کو زمینوں سے ملایا ہم نے
کعبۂ دل کو صنم خانہ بنایا ہم نے　　نقش توحید جبینوں سے مٹایا ہم نے
"خوگر پیکر محسوس ہے انساں کی نظر"　　مان لیتا کوئی اَن دیکھے خدا کو کیوں کر [۱]

دلاور فگارؔ "بدایوں کی لاری" میں سفر کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ سفر کی صورتِ حال سے مزاح پیدا کیا ہے:

گھر آنے کو جب مل نہ سکی کوئی سواری　　سوچا کہ چلو چل کے پکڑلیں کوئی لاری
جب چڑھ گئی ہر ایک سواری پہ سواری　　اس وقت بریلی سے روانہ ہوئی لاری
رستے میں ہر افتاد و مصیبت کا تھا امکاں　　لاری ہی پہ لکھا تھا کہ "اللہ نگہبان"
سیدھی عدم آباد کو جاتی تھی لاری　　خلوق کو خالق سے ملاتی تھی یہ لاری [۲]

سید محمد جعفری، سید ضمیر جعفری اور دلاور فگار نے صورتِ واقعہ سے مزاح پیدا کیا ہے۔ اِن کی نظمیں اِن کے مشاہدے کی گہرائی اور جزئیات نگاری کی عمدہ مثالیں ہیں۔ اِن شعراء کے ہاں موضوع، مضمون اور کردار کے ساتھ ساتھ مصوری کی بھی مثالیں ملتی ہیں۔ سید محمد جعفری نظم "پکا گانا" میں لکھتے ہیں:

زندگی اِس وقت ہوتی ہے مغنی پر وبال　　کھیلتا ہے جب درت میں گنجفہ باز خیال
ٹھمریوں اور دادرے کا جب کہ آتا ہے اُبال　　سننے والے کند اوزاروں سے ہوتے ہیں حلال
ہونٹ کانپیں سرخ آنکھیں اور گلا پھولا ہوا　　اور طبلچی زندگی اور موت میں جھولا ہوا [۳]

سید ضمیرؔ جعفری بھی اِسی کیفیت کو اپنی نظم "کل شب جہاں میں تھا" میں یوں بیان کرتے ہیں:

ساز سے آواز بڑھ جائے تو پسپائی کریں　　راگنی بجھنے لگے تو روشن آرائی کریں
نغمہ پیرائی میں جب پرواز بالائی کریں　　حرکتیں ایسی کریں جیسے کہ سودائی کریں
ساز آوارہ، نواگر نم، طبلچی چُور تھا　　سر مغنی گویا پھانسی پر لب منصور تھا [۴]

دلاور فگارؔ نے بھی موسیقی اور اِس کے آلات پر نظم "موسیقی سے علاج" لکھی ہے۔ اِس میں بھی عمدہ نظر کشی کی گئی ہے۔ اِس نظم میں موسیقی کے آلات کے ذریعے علاج کے طریقے بتائے گئے ہیں اور ڈاکٹروں کی بے توجہی کی جانب توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔

تھرمامیٹر کی جگہ منھ میں لگا کے بانسری ڈاکٹر دیکھے گا کیا حالت ہے اب بیمار کی
اب اطبا بھی نظر آئیں گے شہنائی بدست شربت عناب کی بوتل کو پیغام شکست [۵]

اِن تینوں شعرا نے اپنے اپنے مشاہدے کا خوب صورت اظہار کیا ہے۔ اِن کے اسلوب میں روانی، شگفتگی، مزاح، تصویر کشی اور طنز جیسے عناصر ایک دوسرے کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے تصویریں آنکھوں کے سامنے گھوم رہی ہیں۔ اِن شعراء کے کلام میں مشاہدے کے کئی رنگ اپنی جلوہ سامانیوں سمیت متحرک نظر آتے ہیں۔ اِن شعراء نے الفاظ کی بازیگری کے ذریعے بھی مزاح پیدا کیا ہے۔ سید محمد جعفری لکھتے ہیں:

امن اور انصاف کا شور دہل ہے یو این او
یو ایس اے کا یو ہے اس میں اور باقی نو ہی نو[۶]

دلاور فگارؔ کے ہاں بھی لفظی مزاح کے نمونے ملتے ہیں۔ انھوں نے متضاد الفاظ اور الفاظ کے الٹ پھیر سے مزاح پیدا کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

نمازِ جنازہ نہ ہو یاد اگر
جنازِ نمازہ پڑھا دیجیے[۷]

سید ضمیرؔ جعفری الفاظ کی تکرار اور متضاد الفاظ کے استعمال سے مزاح پیدا کرتے ہیں:

جب ٹھاہ کر کے ٹوٹی حکومت کوئی یہاں تھی عابدہ حسین ضروری وزیرنی
پکی حکومتوں کی یہ پوری وزیرنی کچی حکومتوں کی ادھوری وزیرنی [۸]

سید محمد جعفری، سید ضمیرؔ جعفری اور دلاور فگارؔ ظرافت اور طنز کا بھرپور استعمال کرتے ہیں۔ سید محمد جعفری کا طنز اور مزاح ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہوتے ہیں لیکن اِن کی یہ خوبی ہے کہ طنز سے خوب وار کرتے ہیں اور چند الفاظ کے ذریعے اپنا وسیع مقصد حاصل کر لیتے ہیں:

قوتِ بازوئے جی جی نے کیا کام تیرا
"ورنہ معلوم ہے لیتا تھا کوئی نام تیرا"[۹]

سید ضمیرؔ جعفری "قومی دیمک" میں ملک پر سود کی وجہ سے پیدا ہونے والی معاشی ابتری کو بیان کرتے ہیں۔ سود پر لیے گئے قرضوں کو عیاشی پر خرچ کر دیا جاتا ہے اور عوام مہنگائی کا بوجھ اٹھانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

دنیا بھر کے ملکوں، بنکوں، بنیوں کے مقروضے ہم جڑ تو کاٹ رہی ہے یہ بیماری سودی کاٹے کی
گوڈے گوڈے جہل جہالت، آب میں بھی گرداب ملے قحط کی ماری خلقت تجھ سے مانگے چٹکی آٹے کی [۱۰]

اِن تینوں شعراء نے معاشرتی، سیاسی، مذہبی اور اخلاقی ناہمواریوں اور ریاکاریوں پر جس طرح طنز کے تیر چلائے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ طنز کا وار تینوں شعراء کے ہاں نظر آتا ہے۔ یہ طنز انھوں نے معاشرے اور سیاسی رہنماؤں کی اصلاح کے لیے کیے ہیں لیکن اِن کے طنز کے انداز اور تاثیر میں واضح فرق نظر آتا ہے۔ سید ضمیرؔ جعفری اور دلاور فگارؔ کے طنز میں وہ شدت اور کاٹ نہیں ہے جو سید محمد جعفری کا طرۂ امتیاز ہے۔ ضمیرؔ جعفری کے نزدیک طنز کی تلخی مزاح کو بدمزہ کر دیتی ہے۔ سید محمد جعفری معاشرے میں موجود بے اعتدالیوں پر شدید طنز بھی کرتے ہیں اور اِن کی اصلاح کی ترغیب بھی دیتے ہیں۔ اِن طنز میں تلخی کے ساتھ اِن کے لہجے میں بھی نشتریت موجود ہے۔

سید محمد جعفری، سید ضمیرؔ جعفری اور دلاور فگارؔ نے طنز و مزاح کے لیے مختلف ہیئتیں استعمال کی ہیں۔ دلاور فگارؔ اور سید محمد جعفری نے ہکلے انداز میں بھی شاعری کی۔ سید محمد جعفری کا یہ انداز ”ہکلی غزل“ میں ہے اور دلاور فگارؔ نے ”ہکلے کا پیار“ میں مزاحیہ انداز میں ہکلانے کی نقل اُتاری ہے۔ سید محمد جعفری نے زیادہ تر نظمیں مسدس کی ہئیت میں لکھی ہیں کیوں کہ اِن کے موضوعات تفصیل کے متقاضی تھے اِس لیے اُنھوں نے اِس ہئیت کو اپنایا۔ اِس کے علاوہ مخمس، مثنوی اور غزل کی ہئیت میں بھی شاعری کی۔ سید محمد جعفری نے اپنے وسیلۂ اظہار کے لیے اِن ہئیتوں کو برتا ہے جو کہ اِن کے فنی برتاؤ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دلاور فگارؔ نے لفظوں کا بھی خیال رکھا اور مضمون کا بھی، کہ کس طرح کس موضوع کو بیان کرنا ہے۔ اِن کی شاعری میں الفاظ خود اپنا جادو جگاتے ہیں۔ انھوں نے مسدس، مخمس، غزل، قطعاَت کو کامیابی سے برتا۔ خاص طور پر قطعاَت کے ذریعے اپنی انفرادیت کا رنگ جمایا۔ معاشرتی ناہمواریاں ہوں یا سیاسی، ناہمواری، مضحکہ خیز لگتی ہے۔ قطعہ کا چوتھا مصرع طنز اور مزاح کو کروٹ دیتا ہے اور قاری اِس سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ دلاور فگارؔ کا مقصد تو معاشرتی زندگی کی اجتماعی خامیوں پر چوٹ کرنا اور اِن کا ہمدردانہ اظہار کرنا ہے۔ اِس کے لیے انھوں نے اظہار کے وسیع تناظر سے کام لیا ہے اور اِس میں تنوع بھی ہے۔ سید ضمیرؔ جعفری شاعری میں مزاح پیدا کرنے کے لیے مختلف حربے استعمال کرتے ہیں۔ کہیں لفظوں کی بازی گری اور کہیں دلچسپ موازنوں سے مزاح پیدا کرتے ہیں۔ انھوں نے ظریفانہ شاعری میں متنوع ہئیتوں کو برتا ہے۔ قطعہ، مخمس،

مسدس اور آزاد نظم کی ہئیت میں لکھا ہے۔ سید ضمیرؔ جعفری نے مختصر بحر میں بھی لکھا۔ قافیوں کو بھی مختصر بحر میں اِس خوبی سے استعمال کرتے ہیں کہ قاری اِس سے متاثر ہوئے بنا نہیں رہ سکتا۔ سید محمد جعفری، سید ضمیر جعفری اور دلاور فگار نے اپنی شاعری میں اُردو کے علاوہ ہندی، فارسی، عربی اور انگریزی الفاظ کو بھی خوبی سے برتا ہے۔

پیروڈی بھی مزاح کا اہم حربہ ہے۔ اِن تینوں شعراء نے اِس حربے کو استعمال کرتے ہوئے خوب صورت تحریفات سے اُردو کی ظریفانہ شاعری کی آبرو میں اضافہ کیا ہے۔ پیروڈی کے لیے ضروری ہے کہ جس شاعر کے کلام کی نقل اُتاری جائے وہ شاعر اور اُس کا کلام مقبولیت کا درجہ رکھتا ہو۔ سید ضمیرؔ جعفری نے تحریف نگاری کی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے اُردو شعراء کی نظموں اور غزلوں کی پیروڈی کی ہے۔ غالبؔ کی غزل کی پیروڈی یوں کرتے ہیں:

غالبؔ کی غزل	ضمیرؔ کی تحریف
ابن مریم ہوا کرے کوئی	شب دلیا دلا کرے کوئی
میرے دُکھ کی دوا کرے کوئی	صبح کا ناشتہ کرے کوئی [11]

سید محمد جعفری نے اقبال کے کلام کی خوبصورت پیروڈیاں لکھی ہیں۔ اِن کی نظموں میں خاص طور پر "وزیروں کی نماز"، "لاالہ الااللہ"، "اقبال سے شکوہ"، "ترانۂ دلی"، "کیبنٹ مشن" اور "طرزِ نو کی شاعری" تحریف نگاری کے عمدہ نمونے ہیں۔ سید محمد جعفری نظم "لاالہ الااللہ" میں لکھتے ہیں:

میں تجھ کو کہتا ہوں حاجی تو مجھ کو حاجی کہہ　　فریب سود وزیاں لاالہ الااللہ
نمازی آئیں نہ آئیں اذان تو دے دوں　　مجھے ہے حکمِ اذاں لاالہ الااللہ [12]

دلاور فگارؔ نے بھی تحریف نگاری میں اپنے جوہر دکھائے ہیں۔ "شکوہ" کی تحریف دلاور فگارؔ نے نظم "کے۔ ڈی۔ اے" میں یوں کی ہے:

گھر سے محروم ہیں پانی سے بہت دور ہیں ہم　　ایک مدت سے کراچی میں بدستور ہیں ہم
کے۔ ڈی۔ اے شکوہ ارباب وفا بھی سن لے　　خوگر مدح سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے [13]

دلاور فگارؔ کی پیروڈی میں اِن کا گہرا مشاہدہ نظر آتا ہے۔ زندگی اور اِس کی تلخ سچائیوں کو بیان کرتے ہیں۔ اِن کی پیروڈی کی خوبی ہے کہ وہ روتے ہوئے لوگوں کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر دیتے ہیں۔ اُنھوں نے لفظی پیروڈی کی نسبت معنوی پیروڈی کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ اِن کی پیروڈی پھکڑ پن کا شکار نہیں ہوتی۔

سید ضمیر جعفری اور سید محمد جعفری کی لکھی گئی پیروڈیاں بھی خالص مزاح کے ساتھ ساتھ معاشرتی اور سیاسی ناہمواریوں پر طنزوظرافت سے مزین ہے۔ تحریف نگاری کے حوالے سے اِن تینوں شعراء میں خاصی مماثلت پائی جاتی ہے۔ طنز، ظرافت، مزاح، مشاہدہ کی گہرائی اور موجودہ صورتِ حال پر تبصرہ اِن شعراء کو ایک دوسرے کے قریب لے آتا ہے۔ اِن کی تحریفات میں مسائل پر کڑی تنقید بھی ہے اور تفنن طبع کا سامان بھی ہے۔

تضمین نگاری بھی مزاح کے حربوں میں اہم حربہ ہے۔ سید محمد جعفری، سید ضمیر جعفری اور دلاور فگار نے تضمین نگاری سے کام لیا ہے۔ تضمین کی خوبی یہ ہے کہ اصل شعر کے ساتھ مل جاتی ہے۔ ہمارے مزاح گو شعراء نے اقبالؔ، غالب، اکبرؔ، نظیرؔ جیسے شعراء کے اشعار اور مصرعوں کو خوب تضمین کیا ہے۔ بہ قول انور مسعود:

> اِس میں کوئی کلام نہیں کہ ظرافت دنیا کی عظیم شاعری کا ہمیشہ سے ایک حصہ رہی ہے۔ ہمارے کئی ایک مزاح نگار شعرا نے علامہ اقبال کی تضمین سے مزاح آفرینی کا بہت کام لیا ہے۔ یہ سلسلہ سید محمد جعفری، سید ضمیر جعفری اور دلاور فگار تک ہی محدود نہیں بلکہ موجودہ دور میں بھی اس حربے سے طنزیہ اور مزاحیہ منظومات مسلسل تخلیق کی جارہی ہیں۔[۱۴]

سید ضمیر جعفری کے ہاں تضمین کا خوب استعمال ہوا ہے۔ نظم "مسدسِ بدحالی" میں سید ضمیر جعفری لکھتے ہیں:

فسادات کی سرخیاں اور بھی ہیں
"مقامات آہ و فغاں اور بھی ہیں"[۱۵]

دلاور فگارؔ نے تضمین نگاری سے کام لیا ہے۔ انھوں نے شعراء کے معروف مصرعوں کو اس طرح استعمال کیا ہے کہ بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ "بدایوں کی لاری" میں لکھتے ہیں:

یہ کہہ کے ٹریفک کو بناتی ہے نشانہ
"سلطانیٔ جمہور کا آیا ہے زمانہ"[۱۶]

سید محمد جعفری کے ہاں تضمین نگاری کا استعمال بہت زیادہ ہوا ہے۔ یہ استعمال فنی اعتبار سے

برجستہ، بے ساختہ اور فطری ہے۔ سید محمد جعفری، غالبؔ اور اقبالؔ کے مصرعوں سے تضمین کرتے ہیں۔ مرد و عورت خلاباز جب خلا میں جاتے ہیں تو سید محمد جعفری غالبؔ کے مصرعوں کی تضمین یوں کرتے ہیں:

"آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی"
چھوڑو یہ باتیں جنت و حور و قصور کی[۱۷]

سید محمد جعفری کی نظم "مثنوی زہر سیاست" ہماری ملکی سیاست کی آئینہ دار ہے۔ محلاتی سازشوں کے نتیجے میں عوامی لیگ اور ریپبلکن پارٹی کا اتحاد ختم ہو گیا۔ ابوالمنصور بنگالی وزیر تھے ان کی وزارت کے ختم ہونے پر سید محمد جعفری لکھتے ہیں:

مگر کیسی قسمت تھی دلدار کی — وزارت ہوئی ختم یک بارگی
کوئی دل کو اُس کے لبھاتا نہیں — "گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں"[۱۸]

سید محمد جعفری سفارش کی اصلیت کو اپنی نظم "سفارش" میں بیان کرتے ہیں:

اے سفارش اے فصیل کشور کاریگراں — "تو جواں ہے گردشِ شام و سحر کے درمیاں"
اہلیت اور قابلیت سے نہایت سرگراں — لب پہ سرِ دلبراں ہے در حدیث دیگراں
تو سیاست میں دھڑے بندی کی جسم و جان ہے — جس پہ سب مردار خور آئیں وہ دستر خوان ہے[۱۹]

سید محمد جعفری دہلی میں قیام کے دوران کرائے کے مکان کی تلاش میں پھرتے رہے۔ انھیں دلی کے محلے درپئے، دریا گنج اور چتلی قبر میں کوشش کے باوجود مکان نہ ملا۔ کسی نے ایک مالک مکان کے گھر کا پتا بتایا۔ سید محمد جعفری وہاں گئے تو مالک مکان کالا اور بدصورت تھا۔ اس واقعے کو اپنی نظم "دہلی میں مکان کی تلاش" میں بیان کرتے ہیں۔ اس نظم میں غالبؔ کے دو مصرعوں کی تضمین کی گئی ہے:

گھر کا مالک ایک مردِ تندخو کالا بھجنگ — نامۂ اعمالِ رنداں زلفِ خوباں کا سا رنگ
اُس کی ڈاڑھی مونچھ رنگِ رخ میں پنہاں ہو گئیں — "لیکن آنکھیں روزنِ دیوارِ زنداں ہو گئیں"
بندروں میں آخری تھا اوّل از آدم تھا وہ — نام اُس کا کیا بتائیں آدمی سے کم تھا وہ
جب کرایہ اُس نے بتلایا مسافر نے کہا — "ہم نے یہ مانا کہ دِلّی میں رہیں کھائیں گے کیا"[۲۰]

تضمین نگاری کے فن میں جو کمال سید محمد جعفری کو حاصل تھا وہ سید ضمیر جعفری کے ہاں نظر آتا ہے اور نہ ہی دلاور فگار کے ہاں۔ فنِ تضمین نگاری میں کوئی اِن کا ہم پلہ نہیں ہے۔ تضمین نگاری میں کسی کے ہاں اِن جیسی تاثیر بھی نہیں ہے۔ سید محمد جعفری کی تضمین نگاری کے بارے میں انور مسعود لکھتے ہیں:

اردو کے جس مزاح گو شاعر نے اِس حربے کو خو کر لیا ہے وہ صرف سید محمد جعفری ہیں۔ اِن کی کوئی نظم ایسی نہیں جس کے رخسار پر تضمین کے غازے کی رونق دکھائی نہ دیتی ہو، یہ اِن کا فطری رجحان ہے۔[۲۱]

ہمارے مزاح گو شعراء کی ظریفانہ شاعری میں زہرناکی، فکرانگیزی، دردمندی اور دِل سوزی بھی ہے۔ طنز و مزاح کے لیے مشاہدہ اور اظہار کی قوت کا ہونا ضروری ہے، کیوں کہ وہ دوسروں کو آس پاس کی ناہمواریوں کو دِکھاتا ہے تاکہ وہ اِن پہلوؤں پر ہنس سکیں۔ ہمارا معاشرہ ناہمواریوں کا شکار ہے۔ ہماری اِن کمزوریوں پر نظر پڑتی ہے تو ہم انھیں نظرانداز کر دیتے ہیں۔ اِن ناہمواریوں سے پردہ اُٹھانے کے لیے جس سماجی آگہی کی ضرورت ہوتی ہے، اُس کی جھلک ہمیں ظریفانہ شاعری میں نظر آتی ہے۔ شہنشائے ظرافت دلاور فگارؔ کے موضوع اور اندازِ بیان میں وسعت پائی جاتی ہے۔ اُنھوں نے پڑھے لکھے طبقے اور اُن کے مشاغل کو خاص طور پر موضوع بنایا جن میں کالج کی زندگی، امتحانات، کرکٹ میچ، انٹرویو اور رومانی سرگرمیاں شامل ہیں۔ مجموعی طور پر اُنھوں نے ہر طرح کے مسائل کو بیان کیا۔

بابائے ظرافت سید ضمیرؔ جعفری کے ہاں موضوعات کا تنوع بھی پایا جاتا ہے اور خیال کی ندرت بھی۔ اِن کی ظریفانہ شاعری میں روانی اور تغزل بھی ہے۔ یہی اِن کی انفرادیت ہے۔ انور مسعود، سید ضمیر جعفری کے بارے میں لکھتے ہیں:

ضمیر صاحب کے مزاح کی ایک نوکیلی شان یہ ہے کہ اِس میں زندگی کا نہایت گہرا تجربہ اور تجزیہ ہے،۔بڑی حکمت اور دانائی کی باتیں ہیں۔ بلکہ یوں کہیے کہ ایک جہانِ دانش دکھائی دیتا ہے۔ عالمگیر سچائیاں اور محکم صداقتیں ملتی ہیں۔ اِن کے یہاں سماج کا محاسبہ بھی ہے اور اس پر بصیرت آمیز تبصرہ بھی اور ایک ملائم سی ناصحانہ لے بھی موجود ہے۔[۲۲]

سید ضمیر جعفری کے موضوعات سیاست اور معاشرت پر تازیانے کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن اِن کے طنز میں شگفتگی کا عنصر غالب ہے۔ سید محمد جعفری کی ظریفانہ شاعری میں موضوعات کی رنگارنگی نظر آتی ہے۔ اِن کے ہاں زبان و بیان اور افکار کی پختگی، شگفتگی اور برجستگی پائی جاتی ہے۔ اِن کی شاعری تغزل اور فنی

نزاکتوں سے مزین ہے۔ اِن تینوں شعراء کے ہاں موضوعات اور فنی و فکری نقطہ نظر سے مماثلت پائی جاتی ہے۔ اِن کے ہاں موضوع چاہے کوئی ہو، ظرافت ہر جگہ نظر آتی ہے۔ اُنھوں نے اپنی شوخی اور ظرافت سے جو پھول کھلائے ہیں وہ ہمیشہ مہکتے رہیں گے لیکن سید محمد جعفری اُردو کی ظریفانہ شاعری کا روشن ستارہ ہیں۔ اُردو کی ظریفانہ شاعری میں اکبر الہ آبادی کے بعد سید محمد جعفری کا نام سر فہرست ہے۔ اِن کی شاعری پھکڑپن سے پاک ہے۔ بہ قول انور مسعود:

> میں سمجھتا ہوں سید محمد جعفری نے اُردو مزاحیہ شاعری کی تہذیب بھی کی ہے اور اِس کے معنوی کینوس کو بھی وسیع کیا ہے۔ اِن کا شیوہ گفتار روایت سے وابستہ اور فن کے بہترین قرینوں سے آراستہ ہے، اِن کا طنز مزاح سے ہم آغوش ہے۔ اِن کا خندہ، خندہ زیرلبی ہے۔ اِن کا کلام دردمندی اور دل سوزی کا مرقع ہے۔ اصل میں وہ یہ چاہتے ہیں کہ معاشرے کی جملہ بدصورتیوں کو کسی اخلاقی بیوٹی پارلر میں لے جایا جائے۔ اِن کا آئیڈیل کردار کوتاہیوں اور سیاہیوں کے تعفن سے پاک اور اعتدال کی خوشبو میں بسا ہوا معاشرہ ہے۔[۲۳]

سید محمد جعفری کی شاعری میں اکبر الہ آبادی کی طرح اصلاحی انداز پایا جاتا ہے۔ انسانی کمزوریوں پر طنز کے نشتر اور مضحک صورتوں سے ظرافت کے کئی منفرد رنگ اِن کے ہاں نظر آتے ہیں، اِن کا انداز اور زبان شستہ اور سلجھی ہوئی ہے۔ اِن کے موضوعات بھی اکبؔر کی طرح وسیع ہیں، اِس لیے اِن کو ''اکبر ثانی'' کہا جاتا ہے۔ اکبؔر کے بعد طنز و مزاح میں سب سے معتبر نام سید محمد جعفری کا ہے۔ اُنھوں نے اُردو کی ظریفانہ شاعری میں اہم اضافہ کیا اور اِس روایت کو پروان چڑھایا۔ سید ضمیؔر جعفری اور دلاور فگاؔر بھی اُردو کی ظریفانہ شاعری کے درخشندہ ستارے ہیں۔ اُنھوں نے طنز و مزاح میں گراں قدر اضافے کیے ہیں۔ اِن شعراء نے اپنی طنزیہ و مزاحیہ شاعری کے ذریعے اُردو کی ظریفانہ شاعری کو تازگی اور شگفتگی عطا کی ہے اور اِس کو جلا بخشی ہے۔

حوالہ جات

1۔ سید محمد جعفری، کلیاتِ سید محمد جعفری (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء)، ۱۳۵۔
۲۔ دلاور فگاؔر، انگلیاں فگار اپنی (کراچی: الفرید پبلی کیشنز، اردو بازار، س ن)، ۷۳۔۷۷۔

۳۔ سید محمد جعفری، کلیاتِ سید محمد جعفری، ۱۹۶۔

۴۔ سید ضمیرؔ جعفری، نشاطِ تماشا (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء)، ۱۵۷۔

۵۔ دلاور فگارؔ، انگلیاں فگار اپنی، ۹۳۔

۶۔ سید محمد جعفری، کلیاتِ سید محمد جعفری، ۷۶۔

۷۔ دلاور فگارؔ، انگلیاں فگار اپنی، ۳۵۔

۸۔ سید ضمیر جعفری، سرگوشیاں (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء)، ۱۶۸۔

۹۔ سید محمد جعفری، کلیاتِ سید محمد جعفری، ۲۰۵۔

۱۰۔ سید ضمیر جعفری، سرگوشیاں، ۶۷۔

۱۱۔ سید ضمیرؔ جعفری، نشاطِ تماشا، ۲۲۔

۱۲۔ سید محمد جعفری، کلیاتِ سید محمد جعفری، ۷۹۔

۱۳۔ دلاور فگار، مطلع عرض ہے (حیدر آباد: حسالی بک ڈپو، س ن)، ۲۵۱۔

۱۴۔ سرفراز شاہد (مرتب)، یہ دیکھنے کی چیز (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء)، ۱۳۔

۱۵۔ سید ضمیر جعفری، مسدسِ بدحالی (کراچی: ہمدرد اکیڈمی، ۱۹۵۳ء)، ۷

۱۶۔ دلاور فگارؔ، انگلیاں فگار اپنی، ۶۸۔

۱۷۔ سید محمد جعفری، کلیاتِ سید محمد جعفری، ۱۶۶۔

۱۸۔ ایضاً، ۱۷۳۔

۱۹۔ ایضاً، ۱۷۷۔

۲۰۔ ایضاً، ۲۱۲۔

۲۱۔ انور مسعود، شاخِ تبسم (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء)، ۱۹۔

۲۲۔ ایضاً، ۷۶۔

۲۳۔ ایضاً، ۲۶۔۲۷۔